18. جائیں تو جائیں کہاں؟

جاتریا بھائی

جاتریا بھائی اپنی بیٹی جھملی کے ساتھ دروازے پر بیٹھا تھا۔ وہ دونوں سیڈیا کا انتظار کر رہے تھے۔ اچھی خاصی رات ہو چکی تھی لیکن وہ گھر نہیں لوٹا تھا۔ دو سال پہلے جاتریا کا خاندان سندوری گاؤں سے ممبئی آ گیا تھا۔ یہاں صرف ایک خاندان سے ہی ان کی دور کی رشتے داری تھی۔ ان کی مدد سے جاتریا بھائی نے مچھلی پکڑنے کے کٹے ہوئے جالوں کی مرمت کا کام شروع کیا تھا۔ لیکن جو کمائی ہوتی تھی وہ ناکافی تھی۔ اسی میں سے ان کو کھانا پینا، علاج، اسکول کی فیس اور گھر کا کرایہ سبھی کچھ ادا کرنا پڑتا تھا۔ ممبئی میں تو ان کو پانی بھی خریدنا پڑتا تھا۔

چھوٹا سیڈیا بھی کچھ پیسے کمانے کے لیے قریب کی مچھلی فیکٹری میں کام کرتا تھا۔ وہ صبح چار بجے سے سات بجے تک چھوٹی بڑی مچھلیوں کو چھانٹتا اور ان کی صفائی کرتا۔ پھر وہ گھر آتا، تھوڑی دیر سوتا اور دوپہر بعد اسکول جاتا۔ شام کو وہ سبزی مارکیٹ میں گھومتا۔ کسی میم صاحب کا سامان ڈھوتا تو کبھی ریلوے اسٹیشن چلا جاتا اور پانی کی خالی بوتلیں ڈھونڈ کر کسی کباڑی کے ہاتھ بیچ دیتا۔ بہر حال کسی نہ کسی طرح وہ لوگ شہر میں اپنا گزارا کر ہی لیتے تھے۔

رات ہو چکی تھی، سیڈیا گھر نہیں لوٹا تھا۔ جھملی پڑوس کی کھڑکی سے ٹی وی پر ڈانس دیکھ رہی تھی۔ لیکن جاتریا کو ٹی وی دیکھنا

پسند نہیں تھا۔ یہاں سب کچھ کتنا الگ تھا۔ کتنی نئی، عجیب دنیا تھی۔ دن تو کام کاج کرنے میں گزر جاتا اور شام پرانی یادیں لے کر آتی۔

سوچیے اور بتایئے

- جاتریا بھیڑ میں رہ کر بھی خود کو اکیلا محسوس کر رہا تھا۔ کیا آپ نے بھی کبھی ایسا محسوس کیا ہے؟
- ذرا تصور کیجیے کہ اپنی جگہ چھوڑنا اور کسی نئی جگہ جا کر رہنا کیسا لگتا ہے؟
- لوگ جاتریا کی طرح بڑے شہروں میں آکر کیوں بس رہے ہیں؟
- کیا آپ نے ایسے بچے دیکھے ہیں (اسکول میں یا اپنے پڑوس میں) جو کام پر بھی جاتے ہیں؟
- وہ کیا کام کرتے ہیں؟ وہ یہ کام کیوں کرتے ہیں؟

پرانے دنوں کی یاد

جاتریا گھنے، ہرے بھرے جنگلوں اور پہاڑیوں کے درمیان کھیڑی گاؤں میں پیدا ہوا تھا۔ اس کے اپنے لوگ یہاں برسوں سے رہتے آئے تھے، اس زمانے سے جب اس کے دادا بھی پیدا نہیں ہوئے تھے۔

جاتریا کے گاؤں میں بڑا اسکون تھا، لیکن سناٹا نہیں تھا۔ میٹھی میٹھی اور کانوں کو بھلی لگنے والی آوازیں آتی تھیں۔ مثلاً بہتے پانی کا شور، چڑیوں کی چہچہاہٹ اور پیڑوں کی لہلہاہٹ۔ لوگ کھیتی باڑی کرتے تھے۔ پاس کے جنگل میں جاتے تھے۔ آپس میں بیٹھ کر باتیں کرتے، ساتھ ساتھ گاتے اور جنگلی پھل اور جنگل کی سوکھی لکڑیاں اکٹھا کرتے تھے۔ بڑوں کے ساتھ کام کرتے وقت بچے بہت سی باتیں سیکھ جاتے ہیں۔ مثلاً ڈانس کرنا، بانسری بجانا، ڈھول بجانا اور مٹی اور بانس کے برتن بنانا

پرندوں کو پہچاننا اوران کی آوازوں کی نقل کرنا وغیرہ۔لوگ اپنے استعمال کی چیزیں جنگل سے اکٹھا کرتے۔ کچھ چیزوں کو وہ دریا کے پار شہر میں لے جا کر فروخت کر دیتے اس پیسے سے نمک، تیل، چاول اور کپڑے وغیرہ خریدتے۔
اس گاؤں کے لوگ ایک بڑے خاندان کی طرح ایک ساتھ رہتے تھے۔ جاتریا کی بہن کی شادی اسی گاؤں میں ہوئی تھی۔ لوگ ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے اور اچھے بُرے وقت میں ایک دوسرے کا ساتھ دیتے تھے۔ خاندان کے بڑے بزرگ شادیاں کراتے اور جھگڑوں کو نمٹاتے تھے۔

جاتریا ایک تندرست اور طاقتور جوان تھا۔ وہ کھیتوں میں محنت سے کام کرتا۔ وہ اوراس کے دوست جنگل میں جاتے اور وہاں سے پھل، ادویاتی پودے اکٹھا کرتے اور دریا سے مچھلیاں پکڑتے تھے۔ پھر وہ ان چیزوں کو شہر میں بیچ دیتے۔ تہواروں کے دنوں میں جاتریا اپنی عمر کے لڑکےلڑکیوں کے ساتھ ناچتا اور ڈھول بھی بجاتا۔

بتایئے

- کھیڑی گاؤں میں بچے کیا کیا سیکھتے تھے؟
- آپ اپنے بڑوں سے کیا کیا سیکھتے ہیں؟
- جاتریا نے اپنے گاؤں میں جو کچھ سیکھا تھا، ان میں سے کتنا ممبئی میں کام آیا ہوگا؟
- کیا آپ ہر روز چڑیوں کی آوازیں سنتے ہیں؟ کن چڑیوں کی آوازیں سنتے ہیں؟
- کیا آپ کسی چڑیا کی آواز نکال سکتے ہیں؟ نکال کے دکھایئے۔
- آپ ہر روز ایسی کون سی آوازیں سنتے ہیں جو کھیڑی گاؤں کے لوگ نہیں سنتے ہوں گے؟
- کبھی آپ نے سناٹے کو محسوس کیا ہے؟ کب اور کہاں؟

اساتذہ کے لیے نوٹ: سناٹا الگ چیز ہے اور سکون الگ چیز۔ بچوں کو سکون کے تجربے سے آشنا کرایئے۔ بچے اپنی آنکھیں بند کر کے اور فقط سماعت کا استعمال کر کے ایسا کر سکتے ہیں۔ جب ماحول پُرسکون ہو اور کلاس خاموش ہو تب بھی وہ بہت سی آوازیں سن سکتے ہیں۔ اس لیے صرف سکون ضروری ہے، سناٹا ضروری نہیں۔

دریا کے پار

ایک دن کھیڑی والوں نے یہ سنا کہ دریا پر ایک بہت بڑا باندھ یا ڈیم بنے گا۔ اس کے لیے ایک بڑی دیوار بنائی جائے گی جو دریا کے پانی کے بہاؤ کو روکے گی۔ اس کی وجہ سے کھیڑی اور آس پاس کے بہت سے گاؤں پانی میں ڈوب جائیں گے۔ لوگوں کو اپنے آبائی گاؤں اور پشتینی زمین چھوڑنی پڑے گی۔

چند دنوں کے بعد ہی سرکاری افسران اور پولیس نے ان گاؤوں کا دورہ کرنا شروع کر دیا۔ گاؤں کے چھوٹے بچوں نے تو پہلی بار پولیس دیکھی تھی۔ کچھ بچے ان کے پیچھے ہو لیے اور کچھ ڈر گئے اور انھوں نے رونا شروع کر دیا۔ سرکاری افسروں نے دریا کی لمبائی چوڑائی، کھیت، جنگل اور گھروں کی پیمائش کی انھوں نے گاؤں کے بڑوں کے ساتھ بیٹھ کر بات چیت بھی کی۔ انھوں نے کہا ''دریا کے کنارے جو گاؤں ہیں ان کو ہٹانا پڑے گا۔ جن لوگوں کے پاس کھیڑی میں اپنی زمین ہے ان کو دوسرے کنارے پر دریا سے دور جگہ دی جائے گی۔ وہاں ان کو ہر چیز مہیا کرائی جائے گی مثلاً — اسکول، بجلی، اسپتال، بسیں اور ریل گاڑی وغیرہ۔ وہاں ان کو وہ سب چیزیں ملیں گی جن کا کھیڑی میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔''

جاتریا کے ماں باپ اور زیادہ تر عمر رسیدہ لوگ اپنا گاؤں چھوڑنے پر خوش نہ تھے۔

یہ سب باتیں سن کر جاتریا کو تھوڑا خوف تو ہوا مگر وہ نئے پن کے احساس سے خوش تھا۔ اس نے سوچا کہ شادی کے بعد وہ اپنی نئی دلہن کو نئے گاؤں کے نئے گھر میں لے جائے گا۔ گھر ایسا ہوگا جس میں بٹن دباتے ہی روشنی ہو جائے گی اور ٹونٹی کھولتے ہی پانی آ جائے گا۔ وہ بس سے شہر کو جا سکے گا۔ جب اس کے بچے ہو جائیں گے تو وہ ان کو اسکول بھیج سکے گا۔ بچے اس کی طرح جاہل نہیں رہیں گے۔
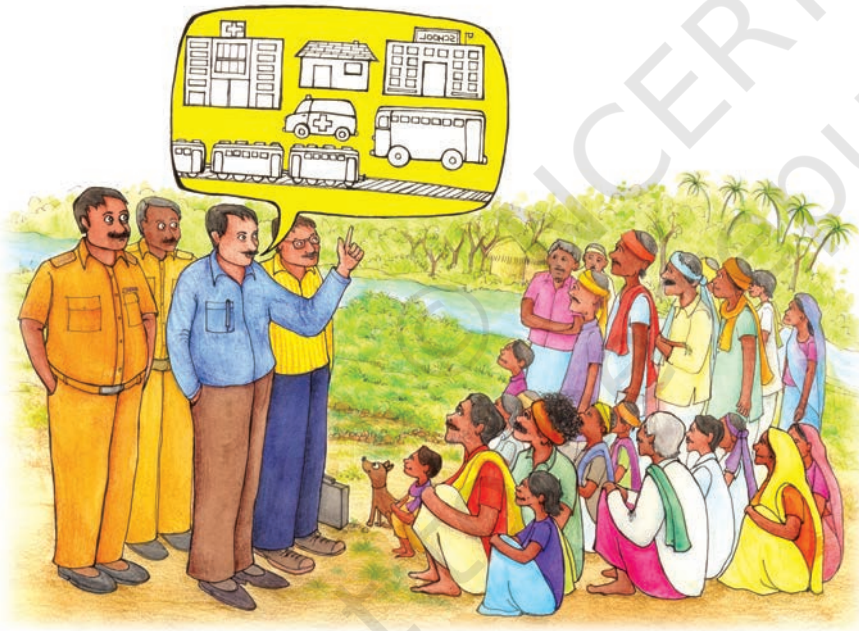
بحث کیجیے اور بتائیے

- جاتریا کے گاؤں کے بہت سے لوگ اپنی زمین اور جنگل چھوڑنے کو تیار نہیں تھے۔ کیوں؟ نہ چاہتے ہوئے بھی ان کو گاؤں چھوڑنا پڑا؟ کیوں؟
- کھیڑی گاؤں میں جاتریا کے خاندان کے کتنے لوگ تھے؟ جب اس نے اپنے خاندان کے بارے میں سوچا تو اس کے ذہن میں کون کون لوگ آئے؟
- جب آپ اپنے خاندان کے بارے میں سوچتے ہیں تو آپ کے ذہن میں کون کون لوگ آتے ہیں؟
- کیا آپ نے ایسے لوگوں کے بارے میں بھی سنا ہے جو اپنی پرانی جگہ چھوڑنا نہیں چاہتے؟ ایسے لوگوں کے بارے میں گفتگو کیجیے۔
- کیا آپ ایسے لوگوں کو جانتے ہیں جو کبھی اسکول نہ گئے ہوں؟ کیا آپ کو کسی ایسی جگہ کا علم ہے جہاں اسکول ہی نہ ہو؟

تصور کیجیے

- جہاں باندھ بن رہا ہو وہاں کے لوگوں کی مشکلات کا اندازہ لگائیے۔
- کھیڑی گاؤں کی تصویر بنائیے اور ایک تصویر جاتریا کے خوابوں کے نئے گاؤں کی بنائیے۔ ان دونوں میں جو فرق ہے اس پر بحث کیجیے۔ جو تصویریں آپ کے دوستوں نے بنائی ہیں ان کو بھی دیکھیے۔

ایک نئی جگہ

گرمیوں کی دوپہر تھی۔ جاتریا کڑی دھوپ اور گرم ہوا سے نڈھال تھا۔ پکی سڑک کے گرم تارکول سے اس کے پاؤں جل رہے تھے۔ سایہ کے لیے کہیں کوئی درخت بھی نہ تھا۔ بس چند گھر اور دو دکانیں تھیں۔ جاتریا دوائیں خرید کر اپنے گھر کو واپس جا رہا تھا۔ اس کی پیٹھ پر ایک پرانا ٹائر رکھا ہوا تھا۔ ان دنوں وہ پرانے ٹائروں کے ربر کے ٹکڑوں سے اپنے گھر کا چولہا جلاتا تھا۔ یہ جلدی آگ پکڑ لیتے تھے اور ان سے لکڑی کی بچت ہو جاتی تھی۔ لیکن ان ٹائروں کا دھواں اور بدبو بڑی تکلیف دہ ہوتی تھی!

اساتذہ کے لیے نوٹ : بچوں سے باندھ کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کیجیے۔ آپ اپنے علاقے یا قریب کے کسی بھی باندھ کی مثال دے سکتے ہیں۔ باندھ سے کچھ لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے لیکن ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جن کے لیے یہ باندھ مشکلوں کا پٹارہ کھول دیتے ہیں۔ ان باتوں پر کلاس میں گفتگو کی جاسکتی ہے۔

سندوری نام کے اس نئے گاؤں میں ہر چیز کے پیسے دینے پڑتے تھے۔ دوا، غذا، سبزی، لکڑی اور جانوروں کا چارہ ہر چیز کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ مٹی کا تیل خریدنا ان کے لیے مہنگا پڑتا تھا۔ لیکن ان سب کے لیے پیسہ کہاں سے آتا؟

سوچتے سوچتے جاتریا گھر پہنچ گیا۔ گھر کی چھت ٹین کی چادر کی تھی۔ جس کی وجہ سے گھر بھٹی کی طرح گرم تھا۔ جاتریا کی بیوی کو تیز بخار تھا۔ اس کی بیٹی جھملی اپنے چھوٹے بھائی سیڈیا کو گود میں لے کر سلا رہی تھی۔ گھر میں کوئی اور بڑا بوڑھا نہ تھا۔ کیوں کہ جاتریا کے ماں باپ کو کھیڑی گاؤں چھوڑنے کی خبر سے اتنا صدمہ ہوا تھا کہ وہ نئے گھر میں آنے سے پہلے ہی چل بسے۔

سندوری گاؤں میں گنتی کے آٹھ دس ایسے خاندان تھے جنھیں وہ اپنا کہہ سکتا اور جو اس کے اپنے گاؤں سے آئے تھے۔ اس کا پورا گاؤں بکھر گیا تھا اور جہاں جس کو جگہ ملی چلا گیا تھا۔

مگر یہ تو وہ گاؤں نہیں جس کا خواب جاتریا نے دیکھا تھا۔ اس گاؤں میں بجلی تھی مگر سارے دن میں صرف کچھ دیر کے لیے۔ پھر بجلی کا بل بھی ادا کرنا پڑتا تھا۔ پانی کے نل تھے مگر پانی تو نہ تھا!

اس گاؤں میں جاتریا کو جو گھر ملا تھا اس میں ایک کمرہ تھا، جس پر ٹین کی ایک چادر پڑی ہوئی تھی۔ جانوروں کے رکھنے کی کوئی جگہ تھی ہی نہیں۔ اس کے پاس تھوڑی سی زمین بھی تھی لیکن یہ زمین کھیتی کے لائق نہ تھی۔ اس میں چٹانیں اور پتھر زیادہ تھے بہر حال جاتریا اور اس کے گھر والے بڑی محنت کرتے تھے پھر بھی وہ اپنی زمین پر کچھ فصل نہ اُگا سکے اور نہ ہی اتنے پیسے کما سکے جس سے بیج اور کھاد خرید سکتے۔ کھیڑی میں تو لوگ زیادہ بیمار بھی نہیں ہوتے تھے۔ اگر کبھی کوئی بیمار ہوا بھی تو گاؤں میں ایسے لوگ تھے جو جڑی بوٹیوں سے علاج کر دیتے تھے۔ ان دواؤں کے استعمال کرنے سے لوگ ٹھیک ہو جاتے تھے۔ یہاں سندوری گاؤں میں ایک اسپتال بھی تھا لیکن وہاں ڈاکٹر کا ملنا مشکل تھا۔ اسپتال میں دوائیں بھی نہیں تھیں۔

یہاں ایک اسکول بھی تھا۔ مگر یہاں کے استاد کا کھیڑی گاؤں کے بچوں کی طرف کوئی خاص دھیان نہ تھا۔ ان بچوں کو نئی زبان میں تعلیم حاصل کرنا بہت مشکل معلوم ہو رہا تھا۔ سندوری گاؤں کے لوگوں نے کھیڑی سے آنے والوں کا استقبال نہیں کیا۔ انھوں نے ان کی زبان اور ان کے طرز زندگی کو اجنبی سا محسوس کیا۔ انھوں نے کھیڑی والوں کا مذاق اڑایا اور ان کو 'بن بلائے مہمان' کہا۔ جاتریا نے جو خواب دیکھا تھا وہ پورا نہ ہو سکا۔

لکھیے

- کیا سندوری گاؤں جاتریا کے خوابوں کے گاؤں جیسا تھا؟
- اس نے سندوری گاؤں اور خوابوں کے گاؤں میں کیا فرق پایا؟
- کیا آپ کسی کے گھر 'بن بلائے مہمان' کی حیثیت سے گئے ہیں؟ آپ نے کیا محسوس کیا؟
- جب آپ کے یہاں چند روز کے لیے ایسے مہمان آجاتے ہیں تو آپ کے گھر کے لوگ کیا کیا کرتے ہیں؟

کچھ سالوں کے بعد

جاتریا کچھ سال سندوری گاؤں میں ہی رہا۔ بچے بھی بڑے ہو رہے تھے۔ لیکن اس کا دل سندوری میں نہیں لگتا تھا۔ اس کو اب بھی اپنے کھیڑی گاؤں کی یاد ستاتی تھی۔

لیکن اب تو کھیڑی گاؤں ہی نہیں رہا تھا۔ اس کی جگہ ایک بڑا باندھ بن چکا تھا۔ اور کھیڑی کے اندر اور چاروں طرف پانی کی ایک بڑی جھیل تھی۔ جاتریا نے ایک دن سوچا اگر ہم 'بنا بلائے مہمان' ہیں تو ہم کسی دوسری جگہ جا سکتے ہیں جہاں ہمارے خواب پورے ہوں۔ جاتریا نے اپنی زمین اور اپنے جانور بیچ دیے اور ممبئی آ گیا۔ یہاں، اس نے اپنے گھر والوں کے ساتھ ایک نئی زندگی شروع کی۔ اس کا ایک ہی خواب تھا کہ وہ اپنے بچوں کو اسکول بھیجے گا، ان کا مستقبل اچھا بنائے گا اور ان کو ایک اچھی زندگی دے گا۔

یہاں بھی زندگی آسان نہ تھی۔ البتہ اس کو یہ امید تھی کہ حالات بہتر ہو جائیں گے۔

جاتریا نے ایک کمرے پر مشتمل اپنی جھونپڑی کی مرمت کے لیے پیسے جمع کرنا شروع کیا۔ اس کے رشتے داروں نے اسے سمجھایا ''اس پر اپنا روپیہ برباد مت کرو۔ کون جانے ہمیں یہاں سے بھی کسی دوسری جگہ جانا پڑے۔ ممبئی میں ہم جیسے باہر سے آئے ہوئے لوگوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔''

جاتریا کو خوف محسوس ہوا اور وہ پریشان ہو گیا۔ اس نے سوچا ''ہم نے کھیڑی گاؤں چھوڑا اور سندوری میں آباد ہوئے۔ پھر سندوری چھوڑ کر ممبئی آ بسے۔ اب اگر یہاں سے بھی جانا پڑا تو کہاں جائیں گے؟ اتنے بڑے ممبئی شہر میں کیا ہمارے خاندان کے لیے کوئی چھوٹی سی جگہ بھی نہیں ہے؟''

سوچیے

- جاتریا بھائی نے کیا سوچ کر ممبئی جانے کا فیصلہ لیا؟ کیا انھیں ممبئی ویسا ہی ملا جیسا انھوں نے سوچا تھا؟
- جاتریا کے بچے ممبئی میں کس طرح کے اسکول میں جاتے ہوں گے؟

اساتذہ کے لیے نوٹ : کچھ لوگوں کو ایک جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ منتقل کر دیا جاتا ہے اور کچھ لوگ دوران ملازمت تبادلے کی وجہ سے منتقل ہوتے ہیں۔ بچوں کو ان باتوں کا فرق بتائیے۔ ہر صورت حال مختلف مسائل اور مشکلات پیدا کرتی ہے۔ ترقی کے نام پر باندھ، پل، شاہراہیں اور فیکٹریاں بنتی ہیں۔ اس بارے میں بچوں کے خیالات معلوم کیجیے۔ کیا سب لوگوں کو ان سے فائدہ ہوتا ہے۔ یہ بہت اہم مسائل ہیں جن پر اخبارات میں رپورٹیں آتی رہتی ہیں جن کی روشنی میں بچوں سے گفتگو کی جاسکتی ہے۔

پتہ لگائیے اور لکھیے

- کیا آپ کسی ایسے خاندان کو جانتے ہیں جنھیں اپنی جگہ سے ہٹایا گیا ہو اور وہ آپ کے شہر میں آئے ہیں؟ ان لوگوں سے گفتگو کیجیے اور معلوم کیجیے کہ
  - وہ لوگ کہاں سے آئے ہیں؟ انھیں یہاں کیوں آنا پڑا؟
  - ان کی پرانی جگہ کیسی تھی؟ پرانی اور نئی جگہ میں کیا فرق ہے؟
  - کیا ان کی زبان، ان کا رہن سہن یہاں کے لوگوں سے مختلف ہے؟ کس طرح؟
  - ان کی زبان کے کچھ الفاظ سیکھ لیجیے اور انھیں اپنی کاپی میں لکھیے۔
  - کیا وہ لوگ کچھ ایسا کام جانتے ہیں جو آپ نہیں جانتے؟ وہ کیا کام ہے؟
- کیا آپ نے شہر کی کسی بستی کو ہٹانے کے بارے میں سنا ہے یا پڑھا ہے؟ آپ کیا محسوس کرتے ہیں؟
- جب لوگوں کا ملازمت کے سلسلے میں تبادلہ ہوتا ہے تب بھی ان کو دوسری جگہ منتقل ہونا پڑتا ہے؟ تب ان کو کیسا لگتا ہوگا؟

مباحثہ

- کچھ لوگ کہتے ہیں کہ۔ شہر کے لوگ گندگی نہیں پھیلاتے۔ شہر جھگی جھونپڑی کی وجہ سے گندے ہوتے ہیں۔'' آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ باہمی طور پر اس موضوع پر گفتگو کیجیے۔

ہم نے کیا سیکھا

- جاتریا کے گھر والوں کی طرح ہزاروں لوگ مختلف وجوہات کی بنا پر شہروں میں آبستے ہیں۔ کیا آپ سوچتے ہیں کہ بڑے شہر میں آکر بسنے سے ان کی زندگی گذشتہ زندگی کے مقابلے میں بہتر ہو جائے گی؟